رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم-اے
۱۲ وارث روڈ - لاہور } ایڈیٹران
پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ - لاہور

پادری ڈبلیو - جے کلارک صاحب
ایم-اے - ایمپرس روڈ لاہور } مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر نور افشاں ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۱

تغزل رسا بر قافیہ تمنا

جوش ہے دل میں بحر عشق کا دریا ہوں میں
خلق میں آئینۂ بزم تمنا ہوں میں

دیکھئے حسرت دل میری نکلتی ہے کب
ایک مدت سے گلا خندِ تمنا ہوں میں

کر دیا اس نے ترے در کا مجھے دست نگر
اس عنایت پہ تو ممنونِ تمنا ہوں میں

جھوم کر آئے گھٹاؤں کی طرح کیوں نہ سرور
دل ہو گہوارۂ آغوشِ تمنا ہوں میں

میری ہر گردش دل ہے بت معنی خیز
بندۂ عشق ہوں شیدائے تمنا ہوں میں

میں اٹھاتا ہوں زمانے میں حظ سوز و ساز
خود ہی پروانہ ہوں خود شمع تمنا ہوں میں

ابلق دہر کی نیرنگی مجھے کیا بھلے
عرصۂ عشق میں گلزار تمنا ہوں میں

رشک کیوں آئے نہ مجنوں کو میری قسمت پہ
عشق میں عاشق لیلائے تمنا ہوں میں

میری محرومئ قسمت کا ہے قصہ دل سوز
کشتۂ یاس ہوں ناکام تمنا ہوں میں

حسن دنیا پہ مٹا کرتے ہیں دنیا والے
عاشق حسن ازل محو تمنا ہوں میں

خونبہا میرا گراں قدر نہ ہو پھر کیونکر
دہر میں کشتۂ انداز تمنا ہوں میں

میری خمیازۂ ہستی ہے محبت کا ثبوت
کیا سعادت ہے کہ مانوس تمنا ہوں میں

دل کی دنیا میں عجب جوش فراوانی ہے
بندۂ آرزو و شوق و تمنا ہوں میں

خاک ہو جائے نہ کیوں خرمن دل بھی جل کر
نذر غم سوختۂ برق تمنا ہوں میں

میری صورت سے عیاں ہے میرے دل کی حالت
ہمہ تن درد ہوں تصویر تمنا ہوں میں

جس میں پھول آئے نہ پھل آئے نہ پھوٹے کونپل
گلشن دہر میں وہ شاخ تمنا ہوں میں

ہے میرا فلسفۂ عشق بہت پیچیدہ
سرتاپا خوبی اسرار تمنا ہوں میں

اے رسا فقر کی دولت سے میرا دل ہے غنی
صاحب عشق ہوں اسباب تمنا ہوں میں

غزل

جناب مجبور کے قلم سے

رفتہ رفتہ قالب خاکی فنا ہو جائیگا
قید ہستی سے یہ مرغ جاں رہا ہو جائیگا

جب نظر آئیگا شاہین اجل وقت نزع
لال پل بھر میں یہ مرغ خوشنوا ہو جائیگا

چھوٹتا ہے بے خبر تو جاہ و حشمت پر فضول
دیکھ لینا اک نفس میں کیا سے کیا ہو جائیگا

یاد رکھ جب تیرے سر پر آئیگی غافل اجل
تجھ سے بیگانہ یہ سارا ماسوا ہو جائیگا

آکے ٹھکرائیگا تربت کو تری سارا جہاں
باوفا سمجھا ہے جسکو بے وفا ہو جائیگا

مر رہا ہے روز و شب کیوں مال و دولت پر عبث
مرنے دم یہی ترے حق میں بلا ہو جائیگا

تو نے ناحق عمر بھر دولت کی خاطر دکھ سہا
جسکے ہاتھ آئیگی اب اسکا مزا ہو جائیگا

کوئی بھی ساتھی نہ ہوگا تیرا آخر دیکھنا
سارا عالم چھوڑ کر تجھکو جدا ہو جائیگا

درج خاکی ٹوٹتے ہی ایک پل بھر میں جدا
درج کا تیری یہ در بے بہا ہو جائیگا

اس جہاں کا کیا ٹھکانا اس پہ کیوں مرتا ہے تو
یہ یہاں رہ جائیگا اور تو فنا ہو جائیگا

صور اسرافیل سے اک آن میں تو دیکھنا
حشر کل عالم میں اے غافل بپا ہو جائیگا

یہ جگہ عبرت کی ہے کچھ سیکھ لے زر کے غلام
شاہ بھی اک دن یہاں مثل گدا ہو جائیگا

تیرے دم کش چھوڑ کر مجبور سب ہٹ جائینگے
جب ترا تار نفس کچھ بے سرا ہو جائیگا

تصحیح

نور افشاں مطبوعہ ۲۴ ستمبر میں ادر دولتمند کی تمثیل اس نظم کے تیسرے شعر میں غلام خدم کی بجائے "غلام و خدم" اور ساتویں شعر کے دوسرے مصرع میں اطلس کے بعد لفظ خز رہ گیا ہے۔ ناظرین درست فرمالیں۔

دھلی میں ایک سادھو اچانک مرگیا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ (عام)

سیلانی مبشروں کی ضرورت

کھنڈ دا مسیحی آشرم کمیٹی نے اس ملک میں ہندوستانی مسیحیوں کے ذریعہ بتابیت وسرگرمی سے بشارتی خدمت کو انجام دینے کے لئے جو طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے اُسے مسیحی جماعتوں کی اطلاع کے لئے ظاہر و بیان کرنا ضروری ہے۔ کھنڈ دا مسیحی آشرم صرف خاص سیوکوں یا مبشروں کے لئے ہی نہیں کھولا گیا جو اپنی تمام عمر خداوند کی خدمت میں دے سکتے ہیں۔ بلکہ ان مسیحی بھائیوں کے لئے بھی ہے جو خوشی سے بشارت کا کام کرنا چاہتے ہیں خصوصاً سیلانی حالت میں رہ کر انجیل مقدس کی بشارت اہلِ وطن کو سُنانا چاہتے ہیں اس لئے۔

۱۔ ایسے مسیحیوں کی ضروریات کی مرافعت کے لئے آشرم کمیٹی اپنی طرف سے بطور امداد کچھ روپیہ اپنے ہر ایک سیلانی مبشر کے پاس جمع کر دیتی ہے۔ وہ روپیہ کمیٹی کی ہدایت کے موافق سیلانی مناد روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔ یہ روپیہ خرچ کی حد کمیٹی کی طرف سے مقرر کر دی جاتی ہے۔

۲۔ جب آشرم کمیٹی کا ایک دفعہ بھیجا ہوا روپیہ کسی سیلانی مبشر کے پاس ختم ہو جاتا ہے تو اطلاع دینے پر کمیٹی پھر ضروری رقم اپنے سیلانی منادوں کے پاس بھیج دیتی ہے۔

۳۔ اس کے سوا ہر ایک سیلانی مناد کو آشرم کی طرف سے ایک خط دیا جاتا ہے جو چیک کا ہمعنا ہوتا ہے۔ اس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اگر کہیں سیلانی مبشر کا خرچ حالت سفر میں ختم ہو جائے تو وہ کسی صاحب ہمت سے اس خط کی ضمانت پر ضروری خرچ لے سکتا ہے اور آشرم کمیٹی کے پاس وہ خط روانہ کرنے پر مدد دینے والا صاحب روپیہ واپس وصول کر سکتا ہے۔

۴۔ آشرم کمیٹی سیلانی مبشروں کے دورے اور دورہ کرنے کی جگہیں اور وقت خود مقرر کیا کرتی ہے۔ ان دوروں میں سیلانی مبشروں کو جو امدادی چندہ ملتا ہے۔ وہ سب کا سب آشرم کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔

اس طرح کی خدمت جس سچے اور وفادار اور سرگرم مسیحی کو درکار ہو اور وہ کمیٹی مذکور کے ماتحت انجیل کی خدمت کرنا مناسب سمجھے تو وہ کھنڈ دا مسیحی آشرم کمیٹی سے خط وکتابت ذیل کے پتہ پر کرے۔

جان اینابس

انجنیر۔ بی۔ این۔ آر

رائےپور سی۔ پی۔

کھنڈ دا مسیحی آشرم کے بانی خانصاحب آئی۔ اے طالب الدین صاحب کی کوششیں مبارک ہیں۔ آپ نے واقعی ہندوستان میں انجیل خدمت کو افضل ترین طریق پر انجام دینے کی اعلےٰ تجویز کی ہے۔ اس تجویز کی معقولیت مافوق بیان سے ظاہر ہے۔ ہم مسیحی پبلک کی توجہ آشرم کمیٹی کے انتظام کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اور جملہ مسیحیوں سے التماس کرتے ہیں کہ اس اچھوتے اور افضل طرزِ عمل پر غور فرمائیں اسکی سہولت اور سادگی پر غور کریں اور بشارت کے کام کو آشرم کمیٹی کے طرزِ عمل کے سانچے میں ڈھالیں۔ پھر دیکھیں کہ مسیحی خدمت کا کام کیسے چلتا ہے۔ — ایڈیٹر

کن اصولوں پر چلکر ہند سوراج حاصل کرسکتا ہے

سکولوں و کالجوں میں دستی کام رائج کیا جاوے

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ اہلِ ہند دستی کام کو غلطی سے ذلیل سمجھتے ہیں۔ اگر تمام سکولوں و کالجوں کی تمام جماعتوں میں دستی کام رائج کر دیا جاوے اور جماعت میں ترقی دینے کے لئے اُسکو لازمی قرار دیدیا جاوے تو ممکن ہے کہ یہ نفرت اُن کے دلوں سے نکل جاوے اور مُلک کی حالت سدھر جاوے۔ جیوں جیوں جماعتوں میں ترقی ہوتی جائے تیوں تیوں زیادہ زیادہ مشکل کام سکھایا جاوے۔ نصاب مڈل سے لیکر کالج کی انٹرمیڈیٹ جماعت تک ایسا رکھا جاوے کہ جس جماعت سے کوئی طالب علم مدرسہ یا کالج چھوڑے اور کمانے کے لائق ہو وہ اپنی روٹی کما سکے۔ موجودہ تعلیم سکول و کالج کی ایسی ہے کہ اس تعلیم کے پانے کے بعد ان لڑکوں کے بچے بھی کام کرنے سے متنفر ہو جاتے ہیں کہ جن کے باپ دادے پشتوں سے دستی کام کرتے آئے ہیں۔ نہ صرف اُن کے دلوں میں نفرت ہو جاتی ہے بلکہ چند دہیں برس تک کام کو ہاتھ نہ لگانے کی وجہ سے وہ آرام طلب ہو جاتے ہیں اور مشقت کا کام کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس لئے کر ہی نہیں سکتے۔ پڑھ لکھ کر ماں باپ کو بجائے خوشی دینے کے بیکاری میں رہ کر اُن کے لئے رنج کا باعث ہوتے ہیں۔ چونکہ تعلیم ٹرانسفرڈ مد ہے اور اس کا انتظام خود دیسیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے جس طرح کا نصاب اہلِ ہند چاہیں رکھیں۔ اس نصاب میں معمولی دستکاریاں نہ رکھیں۔ بلکہ طلبا کو ایسے کارخانے جاری کرنے کے لائق بنائیں جہاں پر ایسی اشیاء تیار کی جائیں جنکا مصالحہ اس مُلک میں بکثرت موجود ہے۔ آجکل اس مصالحہ کو غیر ممالک کے لوگ بہت ارزاں قیمت پر یہاں سے لے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان ممالک میں ہندوستان کی نسبت اُجرت بہت مہنگی ہوتی ہے اور جہازوں کے آنے جانے کا کرایہ بھی دیا جاتا ہے۔ تو بھی وہ ممالک اسی مصالحہ کی تیار کردہ چیزیں واپس ہند میں لا کر کروڑوں روپے کماتے ہیں۔ مگر ہندوستانی بیچارے تنگدست اور ذلت کی حالت میں رہتے ہیں۔ ترقی کے ہر قسم کے وسیلے خدا نے دے رکھے ہیں۔ صرف ہمت کرنے اور آپس میں محبت و اعتبار رکھنے اور مشقت کے عادی ہونے کی ضرورت ہے۔ پھر سب کچھ ٹھیک ہو جاویگا۔ البتہ شروع میں گورنمنٹ دستکاریاں سکھانے میں اور کارخانے جاری کرنے میں اور چلانے میں مدد دیگی جیسا کہ بعض ممالک میں ہو رہا ہے۔ تب یہ مشکل حل ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ کونسلوں کے ممبران کو کہا جائے جو اسکام میں مدد دینے کا اقرار کریں

عورت کا مرتبہ

اگر صرف مرد ہر قسم کی ترقی کریں۔ تو بھی مکمل ترقی نہ ہوگی۔ جیسے کہ گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے ویسے ہی قومی انتظام بھی تب ہی درست ہو سکتا ہے۔ جبکہ

دیکھو صاا

نور افشاں

مطبوعہ ۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء

سیلانی نامہ نگار

اجی مدیر نورافشاں نستے۔ آپنے کچھ سنا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں سُنا تو گوش ہوش سے سنئے ہمارا آریوں میں عیسائیوں کی شدھی کا چرچا زوروں پر ہے۔ اور عیسائی بھی شدھ ہو رہے ہیں۔ ہزاروں شدھ ہو چکے ہیں۔ ہزاروں شدھ ہونے کو تیار ہیں۔ تمہارے پادریوں نے ایک ایک دو دو کو عیسائی بنا کر لاکھوں کا شمار بتایا تھا۔ اب تیلی چوہڑے بلی پلی اور رام رٹر بادے گتہ والی حالت پیدا ہو رہی ہے پر آپ بھی شدھی کے لئے تیار رہئے۔ جنوبی ہند میں ہزاروں عیسائی آریوں نے چند ماہ ہی میں شدھ کروائے ہیں۔ وہ ہمارے بچھڑے ہوئے ہند و بھائی تھے۔ جو پھر ہمیں مل گئے ہیں۔ یہ تو چند ماہ کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ جنوبی ہند عیسائیوں کی آبادی سے بھرا ہے۔ ادھر کے عیسائی بڑے فراخدل ہیں بمبئی سے ایک عیسائی رچہ نکلتا تھا۔ اُس نے ادھر کے عیسائیوں کے ہندو کر یہ بننے میں بڑی مدد کی ہے۔ ہندو آریہ چند سالوں میں ہی جنوبی ہند کے عیسائیوں کو شدھ کرکے عیسائیت کا خاتمہ کرنے والے ہیں۔ اور آپ کو خود معلوم ہے کہ تا صدا ورنورافشاں میں بھی عیسائی خود ہی ہندو کہلانے کے لئے بے قراریاں ظاہر کر رہے ہیں۔ تمہارے بڑے بڑے دیسی عیسائی شدھی کے رو کنے کی تل برابر پرواہ نہیں کرتے۔ جنوبی ہند میں ہزاروں خاندان شدھ ہو گئے۔ انہوں نے مطلق خیال تک نہیں کیا۔ آریہ مسلمانوں کو شدھ کرنے لگے تھے۔ مسلمانوں نے ہمارا ناطقہ بند کر دیا تھا مگر عیسائی ایسے متعصب نہیں ہیں۔ اسوجہ سے شدھی عیسائیوں میں خوب مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔ ہمارے دیسی عیسائیوں کے رویہ نے بھی جو زیادہ تر ہندوؤں میں سے ہی عیسائی ہیں ہمیں اسبات کا پختہ یقین دلا دیا ہے کہ وہ اپنی ہندو قوم کو پیار کرتے ہیں۔ وہ اُن کے ساتھ مل مل جانا پسند کرتے ہیں۔ کیا تمہیں آج تک اس بات کی خبر نہیں کہ تمام عیسائی غیر مسلموں میں شمار کئے جاتے ہیں وہ غیر مسلم ہندوؤں کے سوا کون ہیں؟ اس کے سوا تمہیں یہ بات بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہندو دھرم کے لئے کبھی عیسائی نہیں ہوتے۔ اگر وہ دھرم کے لئے عیسائی ہوتے تو وہ بھی ہندو دھرم کے کھنڈن پر کتابیں لکھتے۔ جو آج تمہارے کام آتیں۔ لیکن ایک دو کو چھوڑ کر کس نے ہندو دھرم کا کھنڈن کیا ہے؟ پس یقین کرو کہ عیسائی شدھ ہو جائینگے اور آریہ دھرم عیسائیت پر غلبہ حاصل کر کے رہیگا۔ عیسائیوں کا پرساں حال بھی کون ہے۔ یہ تو "سُنی کھیتی ڈنگر کھائیں" کی کہاوت کے مصداق ہیں۔ آریوں نے مسلمانوں کی شدھی میں پیش قدمی کر کے بڑی غلطی کی تھی۔ دراصل اُنہوں نے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا تھا۔ پرایشور کی کرپا سے جلد انہوں نے مسلمانوں سے اپنا پیچھا چھڑا لیا۔ اب اُنہوں نے عیسائیوں میں شدھی کا کام شروع کیا ہے اور عیسائیوں میں میدان صاف ہے۔ اس لئے عیسائی دھڑا دھڑ شدھ ہو رہے ہے۔ اب اپنی خیر مناؤ۔ (باقی پھر سہی)

سیلانی نامہ نگار کی یہ کی باتیں سُنکر ہم حیران و ششدر رہ گئے۔ آپنے ہمیں زیادہ قیل و قال کا موقع ہی نہ دیا۔ اپنی سُنا کر رخصت ہو گئے۔ ہمیں مہاشہ جی کی باتوں پر اب تک تعجب ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ مہاشہ جی عیسائیوں کی شدھی کی وبا پھوٹ نکلنے کا بھی کوئی علاج تبلائینگے یا نہیں؟ شدھی لاریب ہمارے گلے کا ہار ہو گئی ہے۔ اس کا پہلے علاج تجویز کرو۔ اس وجہ سے ہم اہل قلم بزرگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ شدھی بے دھی کا انسداد تجویز کریں۔

پشاور میں ایک ہوائی جہاز تباہ ہو گیا اور ہوا باز کو سخت چوٹ آئی۔

ہبوط نسل انسانی اور پیغام صلح

پیغام صلح کے ناظرین پیغام صلح میں ہبوط نسل کا جواب نکلتا دیکھ کر لاریب بغلیں بجاتے ہونگے۔ پر ہم اس نوٹ کے ذریعہ سے ہمعصر پیغام صلح کو تبلا دینا چاہتے ہیں کہ یہ جواب ہبوط نسل انسانی کے فاضل مصنف اور اس کے ناظر کی ہرگز توجہ کے قابل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہبوط نسل انسانی میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور متقدس آب امیر جماعت احمدیہ لاہور ہی مخاطب ہیں جب تک ان ہر دو صاحبان کی طرف سے رسالہ مذکور کا جواب لکھا نہ جائے تب تک ہبوط نسل انسانی کے فاضل مصنف کو زیادہ تردد کرنے کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔

ہم نے مانا کہ مولوی عبدالحق صاحب بھی رسالہ مذکور کی تردید کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ پر آپ جماعت احمدیہ لاہور کے ایک فرد ہیں۔ جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب یا تقدس آب امیر جماعت احمدیہ کے قائم مقام خیال نہیں کئے جا سکتے۔ کسی جماعت میں اہل قلم کثیر ہو سکتے ہیں لیکن وہ کسی دو فریق کے متکلم و مخاطب کے بحث و مباحثہ میں پیش قدمی کرنے کے تب تک مجاز نہیں ہو سکتے۔ جب تک طرفین ایک دوسرے کے مقابل لاجواب نہیں ہو جاتے۔ پس پیغام صلح میں مولوی عبدالحق صاحب کی سرگرمیوں کو دیکھکر کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور تقدس آب امیر جماعت احمدیہ لاہور ہبوط نسل انسانی کے جواب دینے میں لاجواب ہو چکے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ان ہر دو بزرگان احمدیت کی موجودگی میں مولوی عبدالحق صاحب و دیا آرتھی کی کوشش کا مدعا و مقصد کیا سمجھا جائے۔ کیا آپ اس زمان کی کہاوت کے مصداق تو نہیں بن رہے ہیں؟

اس لئے ہم اپنے ہمعصر کو پھر تبلا دینا چاہتے ہیں کہ جب تک ہبوط نسل انسانی کا جواب حضرت خواجہ صاحب یا تقدس آب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی جانب سے نہ دیا جائیگا تب تک رسالہ مذکور



کے فاضل مصنف و ناشر کا فرض نہ ہوگا کہ وہ کسی غیر کی تحریر کا رد لکھیں ہاں اگر مولوی عبدالحق صاحب نے ہیوط کا جواب لکھنے کی مشق شروع کی ہو تو کرتے رہیں۔ لیکن پیغام صلح کو حسبات کی ہرگز امید نہ رکھنا چاہئے کہ ہبوط نسل انسانی کا فاضل مصنف مولوی عبدالحق صاحب کو اپنا مخاطب بنا کر احمدیت کی افضل ہستیوں کی سوء ادبی کا ارتکاب کریگے۔

آرکاٹ امریکن مشن کا دورہ

بزرگ پادری سکاڈر صاحب نہ صرف انچارج مشنری ہیں بلکہ علاقہ مدراس امریکن مشن کے با اختیار سکریٹری صاحب بھی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس علاقہ میں اسی خاندان کے بزرگ امریکن مشن کے بانی مبانی ہیں۔

موجودہ پادری سکاڈر صاحب کوئی ۵۵ سال کی عمر مرد خندہ پیشانی بزرگ صورت بڑے ملنسار ہیں اپنے معمول کار و بار اور دینی خدمت کے سوائے اُنکا اور کوئی شغل نہیں ہے۔ پس یہی صاحب ہیں جنہوں نے مجھ کو پندرہ دن کے دورہ کے لئے دعوت دی تھی۔ اُنکا خاص سبب یہ تھا کہ پادری ویں پرٹم صاحب عرب سے تشریف لائے تھے اور بجز انگریزی و عربی کے دوسری بات نہیں جانتے تھے۔ لہذا میں اُن کا ترجمان تھا۔

۱۴ اگست کو میں بنگلور سے روانہ ہوا اور بارہ بجے موضع گوری آتم کے سٹیشن پر جا اُترا۔ ایک دیسی پادری صاحب جو میرے منتظر تھے مجھ کو مسافر بنگلہ کو لے گئے۔ جہاں پر تین مشنری صاحبان موجود تھے۔

یہ منگل کا دن تھا جبکہ گوڑی آتم میں بڑا بازار لگتا ہے۔ لہذا چار بجے ہم نے بازار میں منادی کی کچھ پرچے تقسیم کئے۔ چند کتابیں فروخت کیں اور شام کو مکان پر واپس آئے۔

یہ بات بڑی تعجب سے سنی جائیگی کہ مدراس علاقہ بھر میں نہ کوئی ہندوستانی چرچ ہے اور نہ کوئی مسلمانوں کے درمیان اردو زبان میں کام کرنے والا پادری ہے۔

صرف پادری گرلنڈ سمتھ صاحب تھے۔ جو بسبب پیری کے وہ بھی کہیں آنے جانے سے مجبور ہیں اور تین جگہ زنانہ مشن کا اُردو کام ہوتا ہے۔ باقی سب کام تمل۔ تلنگی اور کنٹری میں ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے دو فرقے ہیں۔ لبتے اور دکھنی۔ لبتے ملابار کی طرح عربوں کی نسل نہیں ہیں بلکہ عرب کے جلاوطن جو شاہ یوسف بن حجاج کے زمانہ میں مجبوراً دکھن میں آن آباد ہوئے تھے۔ اب اُن کی مادری زبان گویا تمل ہے۔ بہت سے لوگ اُردو زبان بولتے اور لکھ پڑھ لیتے ہیں عربی زبان میں تو اُنہوں نے وہ ترقی کی ہے جو دکھنی مسلمانوں کو اب تک نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ ان کے ویلور کا مدرسہ لطیفہ اور باقیات الصالحات ایسی درسگاہیں ہیں کہ ہندوستان کے چند ایک جگہوں کے سوائے ملک بھر میں اپنا نظیر نہیں رکھتیں۔ بڑی خوبی اُن کے علم میں یہ ہے کہ تحقیق سے اُن کا کوئی واسطہ نہیں۔ دین محمدی کے سوا کچھ جانتے نہیں اور نہ جاننا چاہتے ہیں اور علم حدیث اُن کی آخری منزل ہے۔ اُن کے بڑے بڑے اور نامی معلموں کا حال ہم آگے چلکر بتائینگے۔

۱۸ اور ۱۹ اگست کو ہمارا دورہ گوڑی آتم کے قرب وجوار میں ہوا اور چونکہ ۱۹ کو ایک مسلمان کی طرف سے ہم کو چار بجے کی چاء اور رات کے کھانے کی دعوت تھی لہذا چار بجے ہم میزبان صاحب کے مکان پر جا حاضر ہوئے۔ چائے نوشی کے بعد صاحب خانہ کے مکان کے سامنے جہاں ہماری موٹر کاڑی کھڑی تھی ایک کھلا میدان تھا۔ اسلئے اُسی جگہ ہم منادی کے لئے کھڑے ہوگئے۔ عربی پادری صاحب کچھ مختصر بیان کرکے بیٹھ گئے۔ اور مجھ سے کہا کہ تم اپنی باتوں کا خلاصہ کرکے انکو سمجھا دو۔ بہت لوگ جمع ہوگئے تھے جب میں بیان کر رہا تھا تو ایک مُسلمان جو گنگا ہی جی کا چیلا تھا۔ کہنے لگا تم ہم کو کیا سناتے ہو اور کسکی بات نہ تمہارے پاس کوئی کتاب ہے اور نہ تم کسی نبی کو مانتے ہو۔ میں نے کتاب دکھا کر کہا یہ خدا کی کتاب ہو اور اسی کے حکم کے موافق ہم سب نبیوں کو مانتے ہیں گنگا ہی کے مُسلمان چیلے نے کہا جب ایک بادشاہ مرجاتا تو اسکا حکم بھی جاتا رہتا ہے اور نئے بادشاہ کا حکم جاری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زبور کے آنے سے توریت جاتی رہی اور انجیل کے آنے سے زبور جاتی رہی۔ اب قرآن کا حکم جاری ہو۔ اسلئے پہلے کی کتابیں منسوخ ہوگئیں۔ اسلئے جبکہ تم لوگ قرآن اور محمد کو نہیں مانتے تو تمام کتابوں اور نبیوں کے منکر ہو۔ (رباقی باقی)

قطعات تاریخی

تاریخ طبع "ہماری بائبل اور مسلم علماء" مصنفہ جکیدۂ قلم اعجاز رقم والا ہمم جمیل الشیم جناب پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر اخبار نور افشاں میکلوڈ روڈ۔ لاہور۔

من تصنیف افسر الشعراء شیریں سخن پادری اے۔ آر۔ بیلی غفار بلوی وارد حال نگینہ

قطعہ تاریخ اول

لکھی ہے وہ غلام مسیح آپ نے کتاب
ایسے لکھے ہیں اس میں مضامین آپ نے
فقروں نے اور نقاط نے پائی ہے وہ ضیا
تحریف بائبل کا نہیں ہے جو معتقد
ہے اس میں پُر ہو ساری مضامین خیر کی
ہیں فکر میں تھا عیسوی تاریخ کے شفا
نادان فضول اس کو سمجھا کہیں نہ تو

سچ پوچھئے تو اک یہ سراغ بہشت ہے
گویا کہ اک کھلا ہُوا باغ بہشت ہے
گویا ہر ایک اُن میں چراغ بہشت ہے
حاصل ہُوا اُسی کو فراغ بہشت ہے
دراصل یہ کتاب ایاغ بہشت ہے
مُلہم پکارا اٹھ کو سراغ بہشت ہے
واللہ یہ کتاب چراغ بہشت ہے

۱۹۲۶ء



قطعہ تاریخ دوم

باعث رستگاری ہے یہ کتاب ۔ راہ جنت ہماری ہے یہ کتاب
جس نے دیکھا وہ راہ پر آیا ۔ دل سے ہر اک پیاری ہے یہ کتاب
اہل تصنیف ہیں غلام مسیح ۔ عقل کی کان ساری ہے یہ کتاب
ردِ تحریف بائبل ہیں شفا ۔ پُر دلائل سے ساری ہے یہ کتاب
عیسوی سن کا مادہ لکھ تو ۔ مہرۂ بختیاری ہے یہ کتاب

۱۹۲۶ء

قطعہ تاریخ سوم

ہیں مضامیں اسکے سارے بےنظیر ۔ جن سے قائل ہو گئے برنا و پیر
لکھی ہے ایسی کتاب لاجواب ۔ کیا مجال اس پر کوئی ہو حرف گیر
پائی اس نے اس قدر مقبولیت ۔ ہو گئی ہر شخص کو یہ دلپذیر
ہے مصنف اسکا ایسا علمدار ۔ جسکی اس عالم میں شہرت ہے کثیر
اس سے بڑھکر رد کوئی لکھیگا کیا ۔ گو زمانے کا وہ ہو اپنے دبیر
اسکے مطلب کو نہیں پہنچیگا وہ ۔ جس کسی کی ہو گئی مردہ ضمیر
جسکی اک مدت سے چاہت سب کو تھی ۔ آپ نے لکھا وہ نسخہ دلپذیر
ہیں فصاحت پر تصدق نکتہ داں ۔ اور بلاغت پر فدا ہر اک دبیر
اسم سامی آپ کا میں کیا لکھوں ۔ آپ سے واقف ہیں سب برنا و پیر
دیکھتے اُردو زبان گر آپ کی ۔ ہوتے سو جاں سے فدا مرزا امیر
درحقیقت آپ ہیں اہل کمال ۔ شک نہیں اس میں کچھ اے گردوں سریر
آپ نے تحریف بائبل کا جواب ۔ لکھدیا جس کی نہیں کوئی نظیر
مدعی تحریف بائبل کے جو تھے ۔ ہو گئے پڑھکر اسے اہل بصیر
منطبع تصنیف جس دم یہ ہوئی ۔ اسکے گرویدہ ہوئے پیر و صغیر
دلکو میرے جس گھڑی لاحق ہوئی ۔ عیسوی تاریخ کی فکر اخیر
ہاتف غیبی پکارا اے شفا ۔ خوب ہے کہ دلفریب و دلپذیر

1926

قطعہ تاریخ چہارم

ہر بشر کو جو اس کی رغبت ہو ۔ یہ کتاب اک خدا کی رحمت ہے
اس کے ہر فقرہ میں فصاحت ہو ۔ اسکے ہر نقطہ میں بلاغت ہے
پائی مقبولیت عجب اس نے ۔ اس کی ہر سو جہاں میں شہرت ہے
دیکھکر اس کے ہر دلائل کو ۔ محو حیرت ہر اہل فطنت ہے
ہر بشر اس کو پڑھ کے بول اُٹھا ۔ واقعی دفتر فصاحت ہے
جس نے دیکھا اسے وہ کہہ اُٹھا ۔ یہ کتاب اک کلید جنت ہے
ہے مصنف وہ اس کا ذی رتبہ ۔ جس پہ قربان ہر فطانت ہے
ردِ تحریف بائبل لکھکر ۔ یہ مصنف کی ہی لیاقت ہے
سب براہین اس کے ہیں مضبوط ۔ لکھے رد اسکا کسکی ہمت ہے
ایسا دلکش ہے اس کا نظارہ ۔ جسکے پڑھنے سے دلکو فرحت ہو
ہیں نقاط اس سلک مروارید ۔ سطر ہر ایک بحر رحمت ہے
ردِ تحریف میں ہیں نسخہ اور ۔ اسکی سب سے جُدا ہی رنگت ہے
اسکے مضمون پر ہو مفتوں ۔ نام کو جس میں آدمیت ہے
نکتہ داں دیکھکر اسے بولے ۔ درحقیقت یہ ایک نعمت ہو
ردِ تحریف پر کہیں برہاں ۔ اور کہیں پر بیان روایت ہو
اسکا کاغذ سفید اور شفاف ۔ اسکی روشن خط و کتابت ہے
خوبیاں بےشمار ہیں اس کی ۔ لیکن اس پر قلیل قیمت ہے
دل سے اپنے میں کہہ رہا تھا یہ ۔ عیسوی مادہ کی حاجت ہے
بولا ہاتف کہ اے شفا لکھدے ۔ یہ بیان گلشن بلاغت ہے

۱۹۲۶ء

ہندو مسیحی

۱۰ ستمبر کے پرچہ نور افشاں جو مضمون میری طرف سے ہندو مسیحی کی تائید کے عنوان سے نکلا تھا۔ اُس کی بابت جناب مَنّت صاحب نے تین الزامات مجھے دیئے ہیں۔ اول کہ لفظ تردید استعمال نہیں کیا گیا۔ اس میں ایک مصلحت تھی ورنہ کبھی ایسی غلطی نہ کی جاتی۔ دوم انشا میں اپنی بائبل نہیں پڑھتا۔ ہاں صاحب آپ سے کم ہی پڑھتا ہوں۔ کیونکہ ملازم سرکاری ہوں وقت کم ملتا ہے۔

۔ ہاں ہندو کا سوال۔ آپ کی مثالیں اور حوالے سب درست ہیں پر سب غلط بھی ہیں۔ کیونکہ وہ سب قوموں کے نام ہیں۔ کسی مذہب اور ملت کے نام نہیں ہیں میں نے کبھی ہندو مسیحی کے معنے نہیں بتائے۔ یہ آپ کی غلطی ہے مضمون کو دوبارہ پڑھیں۔ اصل نامہ نگار کے جو شائد آپ ہی ہیں دلی مقصد کو افشا کرنا میرا مطلب تھا۔ نہ صرف و نحو کی بحث کرنا۔ اب بھی یہی کہتا ہوں ناراض نہ ہوجیے آپ غلطی پر ہیں۔ ہندو قوم نہیں بلکہ مذہب کا نام ہے۔ تمام دنیا اس کو مانتی ہے ایک آپ کے کہنے سے اُلٹا وید نہیں پڑھا جا سکتا۔ آپ کے ہندو کے مقابلے پر ہندی اور ہندوستانی موجود ہیں۔ غالباً آپ کو خیال ہوگا کہ کسی زمانے میں ہند کی تلوار مشہور تھی۔ اور ہندی تلوار کہلاتی تھی۔ سو اسی طرح ہند سے ہندی اور ہندوستان سے ہندوستانی روم سے رومی بنتا ہے نہ کہ رومو اور انگریز سے انگریزی اور جرمن سے جرمنی بنتا ہے۔ نہ کہ انگریزو اور جرمنو۔ نہ معلوم آپ کو ہندوستانی سے کیا نفرت ہے۔ رہی رام بابو کی بحث سو اسکی بابت عرض ہے کہ وہ سنسکرت سمجھ اور

ارسٹڈی کی تواریخیں اور پادری سلطان محمد پال صاحب کی کتاب تحقیق آریا ملاحظہ ہو۔ ان سے آپ کو لفظ آریا کی اصلیت معلوم ہو جائیگی۔ جناب یہ ایک نسل کا نام ہے جو وسط ہندوستان سے انگلستان تک پھیلی ہوئی ہے یقین نہ ہو تو کسی تاریخ دان سے پوچھ دیکھیں۔ آخر میں پھر یہی کہتا ہوں کہ جناب آپ مسیحی ہو گئے تو یہ ظاہر کرنے کی کوشش نہ کریں کہ آپ ہندوؤں میں سے عیسائی ہیں (یہ کہنے ہی سے آپ ظاہر کرتے ہیں کہ ہندو مذہب کا نام ہے) کیونکہ جب آپ مسیحی ہو گئے تو بقول پولوس رسول نہ کوئی یہودی رہا۔ نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت۔ کیونکہ تم سب یسوع مسیح میں ایک ہو۔

پھر دوسرے مقام پر ہے کہ وہاں نہ یونانی رہا نہ یہودی۔ نہ ختنہ نہ نامختونی۔ نہ وحشی نہ سکوتی۔ نہ غلام نہ آزاد۔ صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے

جناب منت صاحب اگر اب بھی آپ کو اعتراض باقی ہے اور اپنے الفاظ کی تشریح درکار ہے تو مطلع فرمائیں۔ غریب خدمت کو حاضر ہے۔ تین چار اقساط میں یہ بھی ادا کر دیگا۔

راقم دعاگو۔ یو۔ ڈی۔ حبیب

رگبی ۲۴ ستمبر۔ سال آئندہ ۱۲ جنوری کو انگلستان اور ہندوستان کے درمیان ہوائی آمد و رفت شروع ہو جائیگی۔ بیل پرواز میں وزیر محکمہ پرواز سر سیموئیل ہور لیڈی ماڈ ہور کے ہمراہ ہندوستان پہنچینگے۔ تین شخص ایک ساتھ روانہ ہونگی اور عسکر پرواز کے نائب مارشل سر ڈیفن زبیکر بھی اس جماعت میں شامل ہونگے۔ ۱۲۰ جنوری تک صرف تین ہوائی جہاز اس سفر کے لئے تیار ہو سکینگے۔ اس کے بعد ان کی تعداد پانچ ہو جائیگی۔ ان جہازوں میں ۱۲ مسافر سفر کر سکینگے۔ اڑھائی ہزار میل کے سفر کے لئے یعنی قاہرہ سے کراچی تک کا کرایہ قریباً ۱۲۰ پونڈ ہوگا۔ راستہ میں غیر آباد صحرائی مقامات پر مسافروں کے لئے ہوٹل تعمیر کئے گئے ہیں۔ مثلاً ایک ہوٹل قاہرہ اور بغداد کے درمیان رتبہ کے نام پر ہے۔ (نسیم ازہفتہ وار)

مسیحیت کی تجدید
اور
تاریخ کلیسیائے ہند کا ایک ورق

گذشتہ سے پیوستہ

ڈی نوبلی نے تلخ تجربہ سے معلوم کیا کہ برہمنوں کو بچانے کی خاطر برہمن بننے کی رویا ناکام ہو گئی پس اولوالعزم شخص ایک اور رویا دیکھنے لگا۔ اس نے یہ خیال کیا کہ اگر برہمنوں کی ذات میں سے لوگ مسیحی ہونا نہیں چاہتے تو نہ سہی اور اونچی ذاتیں مسیح کے قدموں میں آسکتی ہیں۔ پس اس مقصد کو مد نظر رکھ کر اس نے جون ۱۶۲۳ء میں مدورہ کو خیر باد کہا اور جاتری کا عصا ہاتھ میں لے وہاں سے چل پڑا تاکہ ہندوستان کے طول و عرض میں انجیل کی خوشخبری کا پیغام دے۔ پوپ صاحب کے اسقف زان نے اس کے تبلیغی طریقوں کو جائز اور درست تسلیم کر لیا تھا۔ پس ان تبلیغی طریقوں کے ذریعہ وہ ہند کی اونچی ذاتوں کو مسیح عالمین کے قدموں میں لانا چاہتا تھا۔ لہذا وہ سنیاسی کی حیثیت میں شمال کی جانب ترچنا پلی میں سے ہوتا ہوا سندا منگلم میں جو ایک بڑا جگہ راجہ کی راجدھانی تھی جا پہنچا۔ اس کے آگے ایک برہمن اسکی مالا اٹھائے اور دوسرا اس کا چتر اٹھائے اس کے ساتھ تھا۔ اور ایک تیسرا برہمن ایک صراحی میں مقدس پانی اٹھائے اور چوتھا معطر پانی اٹھائے جو اسکی جائے نشست پر چھڑکا جاتا تھا اٹھائے ساتھ تھا۔ ایک پانچواں برہمن چیتے کی کھال اٹھائے اس کے ہمراہ تھا۔ وہاں کا راجہ شہر پناہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تمام شہر میں اسکی آمد کا شور مچ گیا۔ تین چار آدمیوں نے چیتے کی کھال بچھائی اور سنیاسی چوکڑی مار کر اس جگہ پر بیٹھ گیا۔ راجہ بھی ہاتھ جوڑ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔ اور گرجا تعمیر کرنے کے لئے زمین بھی عطا کی۔ لیکن دعا کے بعد سنیاسی نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے سالیم کی سرزمین میں گرجا تعمیر کرے۔

پس وہ چلکر سالیم کی طرف روانہ ہوا جو مدورا سے قریباً ۱۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں کے باشندے اس سے بڑی سرد مہری سے پیش آئے اس نے کہا امیر کیا غریب سب کے دروازے پر دستک دی لیکن کسی نے اسکی پروا نہ کی۔ پس اس نے شہر کے باہر ایک معمولی جگہ میں ڈیرا لگایا! اور وہاں چالیس دن رات رہا اور بیمار ہو گیا۔ وہاں اسکو معلوم ہوا کہ کسی نے از راہ عداوت اسکی نسبت اسکے آنے سے پہلے ہی بُری افواہیں پھیلا رکھی تھیں۔ بالآخر شہر کے ایک رئیس کو اس کی حالت زار دیکھ کر رحم آیا اور وہ اسکو اپنے گھر لے آیا پھر تو سب کا رُخ بدل گیا۔ اور لوگ جوق در جوق اُس کے ساتھ بحث کرنے کو آتے تھے سندا منگلم کے راجہ کا بھائی جو اس کا پہلے دشمن تھا اب مسیحی ہو گیا اور اس نے اپنے چاروں بیٹوں کی تعلیم سنیاسی کے سپرد کی اور کتاب مقدس کی آیات کو سنہری پتوں پر لکھ کر تقسیم کیا۔ سالیم کے راجہ نے اس کے درشن کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ پس وہ راجہ کو ملنے گیا۔ ملاقات کے وقت راجہ کے تمام پنڈت وہاں موجود تھے اور بحث چھڑ گئی۔ راجہ کو سنیاسی نے منصف قرار دیا جس نے بحث کے اختتام پر سنیاسی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ راجہ ڈی نوبلی سے بڑا خوش ہوا اور اسکو اپنے ہمراہ دیوان خاص میں لے گیا۔ اور دو گھنٹے تک بات چیت کرتا رہا۔ جب ڈی نوبلی واپس آنے لگا تو راجہ نے اسکو کہا "مانگ جو مانگتا ہے" سنیاسی نے کہا مجھے آپ کی دوستی اور محبت کی ضرورت ہے۔ راجہ نے اس درخواست سے خوش ہو کر اس کو برہمنوں کے کوچہ میں رہائش کے لئے مکان عطا فرمایا۔ ابھی وہ راجہ کے پاس ہی تھا کہ دو جوگی راجہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ لوہے کو چاندی اور تانبہ کو سونا بنا سکتے ہیں۔ ڈی نوبلی نے اُن کی کچھ پیش نہ چلنے دی اور کہا اے راجہ میں تجھے اس

بہتر کیمیاگری سکھاتا ہوں کہ ایک فانی شخص کس طرح غیرفانی خدا کی صورت میں تبدیل ہو سکتا ہے اور راجاؤں کے لئے اس سے بہتر کیمیاگری ہو نہیں سکتی۔

چونکہ راجہ ڈی۔نوبلی پر مہربان تھا۔ برہمن اس سے حسد کرنے لگے۔ انہوں نے تمام شہر کو ابھارا یہاں تک کہ لفظ "فرنگی" ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر جاری ہو گیا۔ نومریدوں نے اس کو بھاگ نکلنے کی صلاح دی لیکن اس نے بھاگنے سے انکار کیا۔ برہمنوں کی ایک عظیم جماعت راجہ کے پاس آئی اور اس سے درخواست کی کہ فرنگی سنیاسی کو شہربدر کر دیا جائے۔ لیکن راجہ نے ان پر قہرآلود نگاہوں سے نظر کی اور کہا "کیا تم اتنی جرأت کرتے ہو کہ جس شخص کی میں عزت کرتا ہوں تم اسکو رسوا کرو؟"

سالیم سے چوبیس میل کے فاصلہ پر موروم منگلم ایک شہر تھا۔ جہاں کا راجا دیگر راجاؤں سے ملکر سالیم کے راجہ کے ساتھ لڑائی کرنا چاہتا تھا۔ ڈی۔نوبلی نے اسکو ایک لڑائی کا جھنڈا دیا جس کے ایک طرف صلیب کا نشان تھا اور دوسری طرف سنسکرت میں یہ الفاظ تھے "یہ فتح کا نشان ہے" ان راجاؤں میں سے کبھی کوئی راجا ڈی۔نوبلی کو لکھتا کہ میں بمع خاندان مسیحی ہونا چاہتا ہوں۔ جب برہمن یہ سنتے تو وہ منگلم کے راجہ کو جا ورغلاتے۔ اور وہ اس راجہ کو اپنا گدی نشین اس شرط پر بنا دیتا کہ وہ مسیحی نہ بنے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ جب ڈی نوبلی اس کے پاس جاتا وہ نہایت سردمہری سے پیش آتا۔ پھر ان راجاؤں میں سے کبھی کوئی اسکو اپنے محل میں لے جاتا اور اپنے خاندان کو بپتسمہ دلوا کر کہتا کہ اگر میں گدی کا وارث ہو گیا تو میں بھی مسیحی ہو جاؤنگا

سنہ ۱۶۲۷ء میں ڈی۔نوبلی نے سنا کہ ٹرچناپلی کے لوگ اب بہتر ہیں اور یہ سنکر کہ وہ جا کر ٹھہر سکیگا دیکھنے کے لئے چل پڑا۔ ٹرچناپلی پہنچکر اسے معلوم ہوا کہ وہ بہتر ہے پس وہ وہیں قیام گزیں ہو گیا۔ وہاں اس نے سولہ اشخاص کو بپتسمہ دیا۔ لیکن مسیحیوں کو ایذائیں ملنی شروع ہو گئیں۔ بالخصوص سنہ ۱۶۳۰ء میں ایذارسانی نے ٹرچناپلی کی مسیحی جماعت کا بڑا نقصان کیا۔ نو مریدوں کی زیادہ تعداد غربا کی تھی۔ جو دن بھر محنت کرتے اور رات کو گرجا میں عبادت کرتے تھے۔ ایذارسانی کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ شہر کا ایک مشہور پنڈت مسیحی ہو گیا تھا۔ بپتسمہ پانے کے بعد وہ ایک سال تک غائب رہا اور جب واپس شہر میں آیا تو اس سے لنگ کی نسبت پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ اس نے لنگ کو توڑ دیا ہے۔ یہ سنکر دیگر پنڈت اور بت پرست اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو خوب مارا۔ وہ ہر بار یہی کہتا گیا "اس سے بھی زیادہ زور سے مجھے مارو"۔ پنڈتوں کا سردار اس کو جان سے مار ڈالتا لیکن جب مارتے مارتے ایک چھڑی ٹوٹ گئی تو لوگوں نے بیچ میں پڑکر اس کو چھڑا لیا۔

مدورا میں پہلا مبلغ جو دفن کیا گیا وہ ڈیکو تھا۔ اس نے بڑی جانفشانی اور دل و جان سے مدورا میں اٹھائیس سال خدمت کی اور اکتوبر سنہ ۱۶۳۸ء میں خداوند میں سو گیا۔ ڈی۔نوبلی کے لئے ایسے رفیق کی موت ایک جانکاہ صدمہ تھی۔ وہ بھی اب بوڑھا ہو گیا تھا اور اسکی بصارت بہت کم ہو گئی تھی لیکن باوجود آنکھوں کی کمزوری اور بیماری کے وہ خود کوچین گیا۔ تاکہ دیگر مبلغین کو مدورا میں کام کرنے کے لئے ترغیب دے۔ ابھی وہ مبلغین کو لے کر مدورا پہنچا ہی تھا کہ حکومت نے حکم صادر کیا کہ مدورا اور ٹرچناپلی کے مبلغین کو قید کر لیا جائے ڈی۔نوبلی اور آیا پکڑے گئے اور سپاہیوں کے ہنستے گرجا اور گھر کو لوٹ لیا۔ دن بھر ان کو دھوپ میں کھڑا رکھا گیا۔ اور قیدخانہ میں ان کو ۱۷ دن تک نہ کپڑے بدلنے کو ملے اور پانی نہانے کو ملا۔ لیکن ڈی نوبلی وہاں بھی انجیل کی بشارت دینے سے نہ چوکا۔ نہ وہ اس کو جادوگر خیال کر کے دیگر مسیحیوں سے ملنے نہیں دیتے تھے اور ایک راجہ نے کہا تھا کہ میں ڈی نوبلی کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کرونگا

لیکن وہ ہمیشہ شاد اور خوش و خرم نظر آتا تھا اور سنسکرت اور اعلیٰ تامل کے مطالعہ میں مشغول رہتا تھا سال کے اختتام سے پیشتر ایذارسانی بند ہو گئی اور کئی خاندان خداوند کی کلیسیا میں شامل ہو گئے۔ لیکن سنہ ۱۶۴۰ء میں پھر ایذارسانی کا دور شروع ہوا اور کئی سالوں تک جاری رہا۔ جوں جوں ڈی نوبلی بوڑھا ہوتا گیا وہ اپنی ریاضت اور نفس کشی کو زیادہ کرتا گیا۔ وہ مسیحی جماعت کے لئے اپنا وقت صرف کرتا تھا مثلاً ہیراؤں کے انداز کی طرز پر اس نے مسیح کی تصلیب اور مقدسہ مریم کے ماتم کو منظوم کر کے مسیحیوں میں رائج کیا۔ اور مسیحی جو انہیں اپنی مصیبت اور ماتم کے وقت انہی کو گاتی تھیں۔ بت پرستوں کے گندے اور ناپاک گیتوں کے طرز پر اس نے مسیحی گیت منظوم کر کے رائج کئے۔

برکت اللہ

حسن ابدال کے ڈاکہ کے متعلق سرکاری انعامات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

اس سے پیشتر یہ اشتہار کیا جا چکا ہے کہ گزشتہ ماہ مارچ میں افغانوں کی ایک جماعت نے حسن ابدال ضلع اٹک میں ڈاکہ ڈالا۔ اور وہاں کے لوگوں نے مقامی پولیس کی رہنمائی میں ایک ایسی تجویز کے مطابق جو پہلے سے ہو چکی تھی ڈاکوؤں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ پولیس اس سازش کے اصل محرک کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئی اور اس کے خلاف استغاثہ دائر کیا گیا۔ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت ختم ہو چکی ہے۔ اور عدالت نے ملزم کو سیشن سپرد کر دیا ہے۔

اس ڈاکہ میں اور عوام اور پولیس نے جس مستحسن اور بالشان طرز عمل سے کام لیا گورنمنٹ پنجاب نے اس کا اعتراف فیاضانہ طریق پر ان انعامات کی صورت میں کر دیا ہے۔ جنکا اعلان کر دیا گیا ہے۔ مدد خان پیادہ کنسٹیبل کی موت کے بعد چار دن کے اندر مرحوم کے وارثوں کو ایک مربعہ زمین بطور انعام دی گئی نیز ایک مربع اراضی پیر سجاد دل شاہ سب انسپکٹر پولیس

کو عطا کی گئی۔ جس نے ہیڈ کوارٹر سے احکام موصول ہونے پر ڈاکوؤں کی مدافعت کے لئے قصبہ کو تیار کیا اور جب خطرہ کا وقت آ پہنچا تو ان تجاویز پر عملدرآمد کیا۔ نمبردار صوبیدار غلام خاں اور نمبردار سب انسپکٹر نور خاں کو جنہوں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالکر کم از کم ایک حملہ آور کو ہلاک کیا۔ فی کس نصف مربع آبادی عطا کی گئی ایک ہزار روپیہ نقد۔ رام گوبند کھا کھرا گیا جو بطور چوکیدار پرائیویٹ ملازم تھا اور جس نے حملہ آوروں کے گولی چلانے پر ان سے صرف چند گز کے فاصلہ پر اپنے مالک کے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر ان کا مقابلہ کیا۔ فضل الٰہی چوکیدار کو جس کے زخم لگا تھا۔ مبلغ تین سو روپیہ انعام دیا گیا۔

حملہ آوروں کا پڑتی سندی سے تعاقب کیا گیا تھا۔ موضع کنڈ۔الا کے باشندگان نے سب سے زیادہ تعداد میں اپنے جسیم اور مضبوط آدمی مہیا کئے اور وہ گھاٹوں پر دس دن تک پہرہ دیتے رہے۔ انہیں اس خدمت کے صلہ میں فصل ربیع کا نصف معاملہ موازی پانچ سو سولہ روپیہ آٹھ آنے معاف کر دیا گیا ہے۔ آنریری صوبیدار دوست محمد نے بہت سے والنٹیر مہیا کئے تھے اور جب پہاڑیوں میں دشمن کی تلاش اور تعاقب کیا جا رہا تھا تو ان کے خورد و نوش کے اخراجات بھی اس نے خود برداشت کئے۔ اسکو کمشنر صاحب کا سارٹیفکیٹ اور ایک سو روپیہ نقد انعام دیا گیا۔

حکومت ہند کا اعلان

انڈین انکم ٹیکس ایکٹ (نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۹۲۲ء) کی دفعہ ۵ تحتی دفعہ ۳ جیسا کہ اس کی ترمیم انکم ٹیکس ترمیمی ایکٹ نمبر ۲۴ مصدرہ ۱۹۲۶ء سے کیگئی سوپر ٹیکس غیر مقیم حصہ داران کے منافع سے کاٹا جائیگا۔

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

تحتی دفعہ ۳ دفعہ ۵ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ (نمبر ۱۱ ۱۹۲۲ء) کے ماتحت جیسا کہ اس کی ترمیم انکم ٹیکس ترمیمی ایکٹ (نمبر ۲۴ ۱۹۲۶ء) سے کیگئی ہے۔ کسی کمپنی کے افسر اعلیٰ کا فرض ہے کہ غیر مقیم حصہ دار کے واجب الادا منافع میں سے سوپر (زائد) ٹیکس تخفیف کرے یا اس صورت میں ہوگا جبکہ منافع مذکور بجنسہٖ یا ایسے منافع کی مجموعی رقم اور کسی سابقہ منافع کی رقم جو اس مالی سال کے دوران میں اسی حصہ دار کو واجب الادا ہو۔ اس کم سے کم رقم کے مساوی یا اس سے زیادہ ہو جو مستوجب سوپر ٹیکس ہے۔ اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ بعض اوقات بنکوں کے نام سے بہت سے حصے درج رجسٹر کئے جاتے ہیں اور مختلف وجوہ کی بنا پر حقیقی مالکوں کی طرف سے بنکوں ہی کے قبضہ میں رہتے ہیں۔ گو ان میں بنکوں کو کوئی مالکانہ حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی مالی فائدہ۔ ایک ہی کمپنی کے حصوں کا مجموعی منافع جو اس طرح ہر کسی ایک کے قبضہ میں ہو۔ اس انتہائی رقم سے جو سوپر ٹیکس سے مستثنیٰ ہے زیادہ ہو سکتا ہے۔ گو منافع جو حقیقی مالکوں میں سے کسی کو یا سب کو واجب الادا ہو رقم مذکور سے زیادہ نہ ہو۔ ایسے حالات میں یہ مقصود نہیں کہ سوپر ٹیکس اس منافع میں سے جو بنک کو واجب الادا ہو بلالحاظ ان حصوں کے مختلف حقیقی مالکوں کی ذمہ داری کے کاٹ لیا جائے۔ لہٰذا اگر ایسے حالات میں کوئی بنک انکم ٹیکس آفیسر کو جو کمپنی پر ٹیکس تشخیص کرتا ہو۔ ایسی فہرست مہیا کرے جس میں حصوں کے حقیقی مالکوں کے نام اور پتے اور ہر ایک کے حصے کی تعداد درج ہو تو انکم ٹیکس آفیسر مذکورہ زیر تحتی دفعہ (۲) دفعہ ۵ کمپنی کے افسر اعلیٰ کو یا تو سوپر ٹیکس کی اس صحیح رقم کے متعلق مطلع کریگا۔ جو بنک کے واجب الادا حصوں کے متعلق کاٹی جائیگی۔ یا اس بارہ میں اطلاع دیگا کہ انفرادی حصہ داروں کی ذمہ داری کو مدنظر رکھکر ان حصوں کے متعلق کوئی سوپر ٹیکس وضع نہیں کیا جائیگا۔

وقت سب سے بڑھکر بے بہا چیز ہے۔

عجائبات عالم

مڈگاسکر (افریقہ) میں ایک نہایت بڑا پرندہ پایا جاتا ہے۔ جس کے انڈے قریباً ۱۹ برس سے عالموں کی آگاہی میں آئے ہیں۔ یہ انڈے لمبائی اور گولائی میں ۱۵ انچ اور ۱۲ انچ کے ہیں جو شتر مرغ کے انڈوں سے چھ سات گنا بڑے ہیں اور مرغی کے ۱۵۰ انڈوں کے برابر ایک انڈے کا وزن ہے۔ یہ پرندہ ۱۰ فٹ اونچا ہوتا ہے جس کے پر بالکل نہیں ہوتے نہ وہ اڑ سکتا ہے۔ دو پاؤں سے دوڑ سکتا ہے۔ ایسے پرندوں کے ڈھانچے جنوبی افریقہ میں اور مڈگاسکر اور نیوزیلینڈ اور جنوبی امریکہ میں پائے گئے ہیں۔ اب خاندان ان کے دوسرے جانور ختم ہو چکے ہیں۔

مسٹر کوبہم انگلش ہوا باز نے آسٹریلیا سے واپس آتے ہوئے خلیج بنہ کے جزائر میں سے ایک جزیرے میں ایک سمندری گرگٹان یا کرلا دیکھا جس کی لمبائی ۴۰ فٹ کی تھی۔ جس کا منہ اتنا بڑا تھا کہ ٹٹو اور گائے۔ بھیڑ بکری سموچے ہی نگل لیتا تھا۔ اس کے جبڑے کے دانت تین تین انچ کے تھے۔ اور اس کے منہ سے ایک زہرناک شعلہ نکلتا تھا۔

ڈاکٹر ولیم مجبیر کوبلنٹز نے ابھی ایک نئی دھات دریافت کی ہے جس کے ذریعہ سے سورج کی روشنی کو کمرہ بیٹھے بجلی میں تبدیل کیا جا سکیگا۔ علماء کا خیال ہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب موصوف اپنی تحقیق میں کامیاب ہو گئے تو اس سے انسانی دلچسپیوں میں ایک بھاری اضافہ ہو جائیگا۔

بعل کا مندر۔ یہ بات بائبل خوانوں کی تسلی کا موجب ہو سکتی ہے کہ جس بعل مندر کا ذکر قاضیوں کی کتاب کے نویں باب میں پایا جاتا ہے وہ مندر بیت شان کے کھنڈروں میں دریافت ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ اور بہت سی باتیں دریافت ہوئی ہیں جو بائبل کی تاریخ کو روشن کرنیوالی ہیں۔



دلچسپ معلومات

یورپ اور عورت

جرمنی کے ایک ڈاکٹر ٹیشل نے بیان کیا ہے کہ اگر نلا حین وغیرہ کو اجازت نہ دی گئی کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کریں تو جرمنی میں ۲۰ فیصدی عورتیں بن بیاہی رہ جائینگی۔ اُس نے حساب لگایا ہے کہ اس وقت عورتوں کی تعداد مردوں سے ۱۵ ملین زیادہ ہے بحالیکہ ۱۹۱۴ء میں یہ زیادتی صرف ۵ یا ۶ ملین اس حساب سے تھی۔

انگلستان ۱۳۳۳۰۰۰ جرمنی ۸۵۰۰۰۰ روس ۷۰۰۰۰۰ فرانس وغیرہ ۵۰۰۰۰۰

لیکن ۱۹۲۳ء میں اس میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ اور روس و جرمنی میں کم از کم ۲۵۰۰۰۰۰ عورتیں زیادہ انگلستان میں ۲۰۰۰۰۰ ½ اور اٹلی میں ½۲ ملین

روس کا ایک عجیب رواج

روس میں ایک عجیب رواج ہے کہ جب کوئی لڑکی زیادہ عمر کی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی شادی نہیں ہوتی۔ تو وہ کسی دوسرے شہر میں چلی جاتی ہے۔ اور کچھ دن وہاں قیام کرنے کے بعد واپس آتی ہے۔ تو اپنے آپ کو بیوہ مشہور کر دیتی ہے۔ بیوہ مشہور ہونے سے اُس کا اعتبار قوم میں بڑھ جاتا ہے۔ کوئی شخص اس سے اس کے مرنے والے شوہر کا ذکر بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ وہاں تہذیب کے سخت خلاف ہے۔

ایک بھولی بھالی قوم

جزیرہ لنکا میں ویدا ایک جنگلی قوم ہے۔ اس کے چہرے پر آج تک نہ کبھی ہنسی کا نشان نظر آیا نہ اُن کے لب تبسم سے آشنا ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم میں ہنسی اور مسکراہٹ کے جذبات موجود نہیں ہیں گدگدانے سے بھی انہیں ہنسی نہیں آتی۔ یہ نہ جھوٹ بولتے ہیں اور نہ چوری کرتے ہیں۔ شادی بیاہ کا دستور نہیں۔ مگر جس عورت سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں اس کے ساتھ زندگی بسر کر دیتے ہیں۔ یہ سیلون کے جنگلوں اور پہاڑیوں میں رہتے ہیں اور اُن کی تعداد

گھٹتی جا رہی ہے۔

چین میں تعلیمی ترقی

۱۹۰۵ء تک چین میں طریقہ تعلیم وہی تھا جو ہندوستان کے مکتبوں میں رائج تھا ۱۹۰۵ء کے بعد سے لوگوں کے خیال میں اسقدر تبدیلی پیدا ہوئی کہ دفعۃً جدید تعلیم کی طرف مائل ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت وہاں یورپ کے انداز و اصول پر دو لاکھ مدرسے قائم ہیں جن میں ۷۰ لاکھ لڑکے اور لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں

زمین کی عمر

زمین کی عمر کا اندازہ ان معدنوں سے کیا جاتا ہے جو اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ مثلاً سیسہ ہے کہ اگر اسکی نسبت کا اندازہ ان چٹانوں سے کیا جائے جن میں وہ پایا جاتا ہے اور پھر یہ دیکھی جائے کہ ایک سال میں وہ کتنا پیدا ہوتا ہے تو اس سے زمین کی عمر معلوم ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس حساب سے زمین کی عمر کا اندازہ ۳۰۰۰ ملین سال کیا گیا تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ جن چٹانوں کو دیکھ کر اندازہ کیا گیا تھا وہ ناری تھیں اور ان میں سیسہ کی پیدائش کا سبب کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب دوسری معدنوں کے لحاظ سے اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ زمین کی عمر ۱۶۰۰ ملین سال سے زیادہ نہیں ہے۔

یورپ میں مسلمانوں کی تعداد

امریکہ کے ایک رسالہ نے یورپ کے مسلمانوں کی تعداد جو مردم شماری میں معلوم ہوئی شائع کی ہے۔ اس کے مطابق مختلف ممالک میں مسلمانوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

البانیہ	۸۲۰۰۰۰	رومانیہ	۴۴۰۸۷
بلغاریہ	۶۷۳۰۰۰	روس	۱۵۰۰۰۰۰۰
یونان	۴۷۵۰۰۰	دیگر ممالک	۴۶۲۲۷۰

(منقول از بندے ماترم)

اتوار کو وائسرائے صاحب شملہ سے باگھی کو روانہ ہو گئے ہیں۔

خبریں

کلکتہ ۱۴ اکتوبر۔ مسٹر اے۔ جی۔ ایلین ایڈیٹر اور ای آکٹن پرنٹر انڈین ریلوے گزٹ پر گستاخانہ لٹریچر شائع کرنے کے جرم میں مقدمہ چل رہا تھا۔ اس میں چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے مسٹر ایلین پر ۲۵ روپے جرمانہ کیا۔ اور آکٹن کو بری کر دیا۔

(بندے ماترم)

حال میں سر اولیور لاج نے آکسفورڈ میں یہ پیشنگوئی کی ہے کہ پانچ برس میں انسانی زندگی کا معمہ حل ہو جائیگا۔ اور حالات بعد از موت کا پتہ چل جائیگا۔

(〃)

الہ آباد ۵ اکتوبر۔ ہمعصر لیڈر کا ایک نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ فرخ آباد میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان رام لیلا کا تمام معاملہ باہمی مصالحت سے طے ہو گیا ہے۔ جلوس کا پروگرام ایسا بنایا گیا ہے کہ جس سے یہ نماز کے وقت کسی مسجد کے سامنے موجود نہ ہوگا۔

(〃)

الہ آباد ۵ اکتوبر۔ ۲۰ ستمبر کو دھکھنڈ وکے جلوس پر جو فساد ہوا تھا۔ اس کے سلسلہ میں ۲۴ مسلمانوں کا بلوہ اور ارتکاب قتل کی کوشش کے الزامات میں چالان کیا گیا ہے۔

(〃)

لنڈن ۲ اکتوبر۔ ڈیلی میل کے سیاسی نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ کرنل ایف۔ ایس جیکسن عنقریب کنسرویٹو پارٹی کی چیرمین شپ سے استعفےٰ دیدینگے اور غالباً لارڈ لٹن کے بعد بنگال کے گورنر ہونگے۔

(〃)

لاہور ۴ اکتوبر۔ پنجاب یونیورسٹی سر جان مینارڈ کے نام پر ایک ہال تعمیر کر رہی ہے۔ (〃)

لندن یکم اکتوبر۔ کل رات ایبن ہیڈ میں تقریر کرتے ہوئے جنوبی روڈیشیا کے بشپ نے جنوبی افریقہ کے قانون امتیاز رنگت کی سخت مذمت کی۔ اور کہا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جن لوگوں کے چہرہ کی رنگت سیاہ ہے۔ اس سے انہیں اپنی ذہانت کو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور نہ انہیں ترقی کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے۔ یہ نہایت شرمناک جبر کا قانون ہے جس کے خلاف میں آخر دم تک رہونگا۔ کیونکہ یہ جنوبی افریقہ کی تاریخ پر ایک خوفناک دھبہ ہے۔ یورپین لوگ بجا طور پر اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ دیسیوں کی کثرت تعداد ان پر حاوی نہ ہوجائے۔ لیکن قانون امتیاز رنگت اسے روک نہیں سکتا۔

(ر)

وائسرائے صاحب ۱۸ اکتوبر کو لاہور تشریف لائینگے۔

(ر)

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے حکم سے پولیس نے منگلوار ۵ اکتوبر کو ٹریبیون کے دفتر کی تلاشی لی اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ہندوؤں کے خلاف مقدمہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں چند دستاویزات کو دفتر سے لے گئی۔

(ر)

لاہور میونسپلٹی نے وائسرائے کے اعزاز میں گارڈن پارٹی دینے کا جو فیصلہ کیا تھا اس کے سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ وائسرائے نے گارڈن پارٹی لینے سے انکار کر دیا ہے اور لکھا ہے کہ میں کثرت مصروفیات کے باعث ایسا نہیں کرسکتا۔

(ر)

مسٹر شفیق کو جنہیں ماسکو تاشقند میں کمیونسٹ سازش کے سلسلہ میں ۱۱ سال قید کی سزا ہوئی تھی۔ ۱۰ ستمبر کو جب وہ سزا ختم ہونے پر پشاور جیل سے رہا کیا گیا مگر اس کے اپنے گاؤں آکوڑہ ضلع پشاور میں پہنچنے پر اُن پر حکم نظربندی کی تعمیل کرائی گئی۔ جس کی رو سے وہ گاؤں سے باہر نہیں نکل سکتے۔

(ر)

دہلی ۴ اکتوبر۔ تیلی واڑہ کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں آرتی اور اذان کے متعلق جو جھگڑا تھا وہ اب ختم ہوگیا ہے۔

(ر)

سرکاری اعلان

رہتک پانی پت ریلوے لائن کی تعمیر

عوام کی اطلاع کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ ریلوے بورڈ نے منظور کر لیا ہے کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے ایڈمنسٹریشن کے ذریعہ سے رہتک سے براہ گوہانہ پانی پت تک ۵'۔۶" گیج کی ریلوے لائن تعمیر کی جائے یہ ریلوے لائن ۴۴.۹۱ میل لمبی ہوگی۔

یہ پراجیکٹ رہتک پانی پت ریلوے لائن کے نام سے موسوم کی جائیگی۔

ساڑھے تین صد عیسائیوں کی شدھی

دیناجپور کا سماچار ہے کہ سنتھال پرگنہ کے بہت سے ہندو رومن کیتھولک مشن کے اہتمام میں عیسائی ہوگئے تھے۔ مگر سنتھال گورو کی سرگرمیوں سے اُن میں سے قریباً ۳۵۰ پھر شدھ ہوکر آنند دھرم میں واپس آگئے ہیں۔

(پرکاش)

کانپور ۲۹ ستمبر۔ محکمہ صنائع دسمبر کے اول ہفتہ میں بمقام کانپور ایک صنعتی نمائش منعقد کر رہا ہے۔ جس میں سرکاری اور امدادی مدارس صنعت اور کارخانوں۔ نیز سابق طلبا کی مصنوعات رکھی جائینگی۔ اس نمائش کا مقصد اولین یہ ہے کہ ان تجارتی صنعتی مدارس کی حوصلہ افزائی کی جائے جن کی تعداد میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ نیز اس نمائش کے ذریعہ سے بے روزگار۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بتلایا جائیگا کہ وہ اپنی عزیز زندگی کو بہتر کرنے کی غرض سے اپنے گھروں کے قریب صنعتی کارخانوں میں بالمعاوضہ کام کرسکتے ہیں۔

(زمیندار ہفتہ وار)

بمبئی ۲۵ ستمبر۔ جرمن مشاہیر کی ایک جماعت دنیا کی موٹر کے ذریعے سیاحت کرنے کے سلسلے میں بمبئی پہنچی۔ یہ جماعت ملین کے کرنٹ اور کونٹس۔ شاہزادہ ہوہنزولیرن۔ مس جی گلشمٹ اور بی بے شامل ہیں۔ موٹر ڈرائیور ان کے علاوہ ہے۔ پرنس ہوہنزولیرن یورپ کے شاہی خاندان کا رکن ہے یہ جماعت گذشتہ اپریل کو جرمنی سے روانہ ہوئی تھی اور کل بمبئی پہنچی۔ اور آج پونا جا رہی ہے۔

(ر)

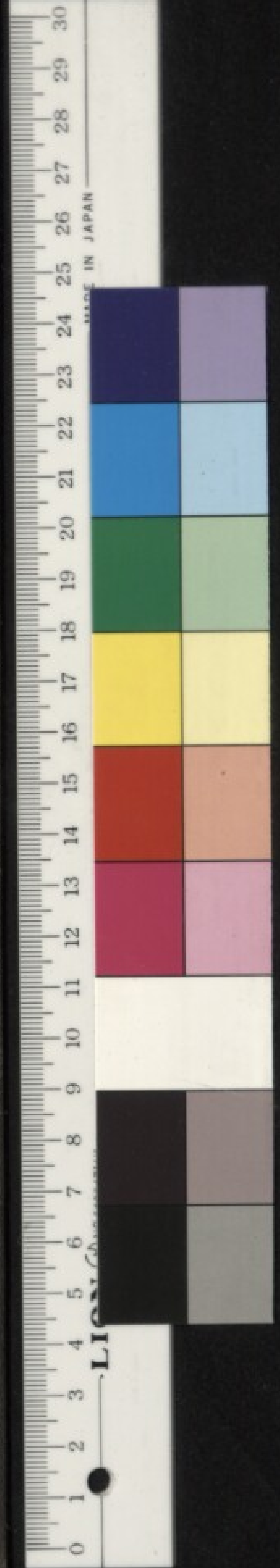
پیکنگ ۲۲ ستمبر۔ برطانوی سفیر نے چین کے وزیر خارجہ کو دو اینیس کی جنگ کے متعلق جو یادداشت بھیجی ہے۔ اس میں کسی قسم کی گول مول زبان سے کام نہیں لیا گیا۔ اس یادداشت میں سب سے پہلے موجودہ انتزاع میں برطانوی حقوق کی حفاظت پر زور دیا ہے۔ کیونکہ چینی حکام نے برطانوی جہازوں کو افواج کی نقل و حرکت کے لئے مجبور کیا تھا جسے انگریز غیر جانبدار ہونے کے باعث قبول نہ کرسکتے تھے۔ اس یادداشت میں لکھا ہے کہ برطانیہ اپنے جہازوں کی گرفتاری کی برداشت نہیں کرسکتا۔ آخر میں تصفیہ کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔

(ر)

ڈھاکہ ۲۳ ستمبر۔ ۱۷ ستمبر تک فرقہ وارانہ فسادات کے سلسلہ میں ۲۰۰ آدمی گرفتار ہوچکے ہیں جن میں ۵۰ ہندو ہیں۔ ان گرفتار شدہ اشخاص میں سے ۱۲ ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔

(ر)

نور افغانستان کی قلمی امداد کرتے رہیے۔



مردوں کی طرح عورتوں کے حقوق کی حفاظت کیجاوے اُن کے مرتبہ کا لحاظ کیا جاوے۔ بعض لوگ عورت کو بطور دیگر سامان خانہ داری تصور کرتے ہیں اور جب چاہیں تو بدل لیتے ہیں۔ جیسے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے ایک لیکچر کے وقت کہا کہ ہم تو عورت کو جوتی کے برابر جانتے ہیں۔ پاؤں میں آئی آئی ورنہ اُتار کر پھینک دی جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے کہ جیسے مرد کو تعلیم کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی عورت کو دیکھو یجروید ادھیا ۳۰۔ منتر ۴ بلکہ عورت کی تعلیم مردوں کی تعلیم سے زیادہ ضروری ہو کیونکہ مرد تعلیم پاکر اپنی روزی کمانے کے لئے کاروبار میں لگ جائیگا۔ مگر عورت گھر رہ کر خانہ داری کے امور کی نگرانی کریگی۔ اور ساتھ ہی اپنے تمام بال بچوں کو تعلیم بھی دیگی جو کہ مرد نہیں کرسکیگا۔ فی الحال ہمارے ملک کی ایک فیصدی سے زیادہ مستورات تعلیم یافتہ ہیں۔ مگر ملک ترقی یافتہ مہذب تب متصور ہوگا جبکہ سو فی صدی عورتیں ملک میں تعلیم یافتہ ہوجاوینگی۔ کیونکہ ہر ایک ملک کی ترقی کی سطح اس کی مستورات کی ترقی سے اندازہ کی جاتی ہے۔ ملک میں نہ تو کوئی ایک سے زیادہ بیوی رکھے نہ کوئی عورت ایک سے زیادہ مرد رکھے کیونکہ خدا نے جب دنیا کو پیدا کیا تو ایک مرد اور ایک عورت بنائی دیکھو انجیل متی باب ۱۹ آیت ۴۔ نہ کسی کو چاہئے کہ سوا زنا کے کسی اور سبب سے طلاق نامہ دیوے۔ دیکھو متی ۱۹:۱۰ اس معاملہ میں ٹرکی کا طرز عمل قابل تقلید ہے۔ جس نے اپنے ملک کو دیگر ممالک سے ترقی سے پیچھے رہتے دیکھ کر ایک عورت رکھنے کا حکم دیدیا ہے۔ اور عورتوں کو پہلے کی نسبت بڑی آزادی دیدی ہے۔ تو کیا ہم اپنے ملک کی ترقی کے لئے ایسا نہ کریں۔ بچپن کی شادی اور ہر قسم کی بُری رسوم دُور کی جاویں اور بیواؤں کی دوبارہ شادی کرلینے میں ہمت بڑھائی جاوے اور امداد کی جاوے۔ ان کی موجودگی میں ہند میں ترقی ناممکن ہے جن ملکوں نے ترقی کی ہے وہاں پر عورتوں کی صحت کا خیال بڑا رکھا گیا ہے۔ اگر سوراج چاہتے ہیں تو اپنی مستورات کی صحت کا خیال ضرور رکھیں۔ اُن کے تعلق ہوا میں رہنے کا انتظام کریں۔ اگر امور خانہ داری میں کافی ورزش نہ ہو سکے تو ضرور کسی نہ کسی قسم کی ورزش کا انتظام کیا جاوے۔ ورنہ اولاد کمزور رہیگی۔ جو کہ حصول سوراج میں بڑی رُکاوٹ کا سبب ہوگا۔

تمام ملک کماوے

اس ملک میں ایک زمانہ تھا جبکہ ضروریات زندگی بہت کم تھیں۔ اس لئے ضرورتیں آسانی سے پوری ہو جاتی تھیں۔ اس ملک کے لوگوں کی رسم دیگر ممالک سے بہت کم تھی۔ اب جنگ عظیم میں کثرت سے اہل ہند یورپ گئے اور اُن کے طرز معاشرت سیکھ آئے۔ جن پر خرچ بکثرت ہوتا ہے۔ پرانے طریقوں کو لوگ نہیں پسند کرتے۔ ہند کا زندگی کی دوڑ میں مقابلہ تمام دنیا کے دیگر ممالک سے ہے۔ اس لئے وسائل آمدنی بڑھانے پڑینگے۔ اب آجکل تمام خاندان میں ایک یا دو شخص کمانے والے ہوتے ہیں باقی سب خرچ کرنے والے۔ ضروری ہے کہ کمانے والوں کی تعداد جس طرح بھی ہوسکے بڑھائی جاوے۔ اس ملک میں کروڑوں مضبوط آدمی ایسے ہیں جو بھیک مانگ کر کھاتے ہیں اور ملک کے اوپر بوجھ ہیں۔ ایسوں سے کام کروانیکی کوئی تجاویز کی جاویں۔ جو بیچارے مشقت کرنے کے قابل نہیں ہیں اور اُن کا والی وارث بھی کوئی نہیں ہے۔ اُن کی پرورش کا انتظام کیا جاوے۔ مگر جو ہٹے کٹے بیچارے غریبوں کے پسینے کی کمائی مذہب کی آڑ میں ڈنڈے کے زور لیتے ہیں ایسوں کو کھانے کو نہ دیا جاوے تاوقتیکہ وہ کام نہ کریں۔ کیونکہ کوئی مذہب ایسا نہیں جو بیکاری کی تائید کرتا ہو۔ انجیل میں تو صاف لکھا ہے کہ جو کوئی کام نہ کرے اُسے کھانے کو بھی نہ دیا جاوے۔ ۲ خط تسلنیکی ۳:۱۰ مثال کے طور پر ہم امریکہ کو لیں جنکو برٹش کی طرح یہ اُن کو بھی مفتوح ممالک میں سے حصے ملتے تھے۔ مگر اُنہوں نے لینے سے انکار کیا اور اپنے ہاتھوں کی محنت پر گذارہ کرنے کا مصمم ارادہ ظاہر کیا اور کسی ملک کا کوئی حصہ نہ لیا۔ آپ یہ سنکر حیران ہونگے کہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے امریکہ نہ صرف دیگر ممالک سے الگ رہی ہے بلکہ دنیا کے بیس ۲۰ ممالک کو اَن گنت روپیہ قرضہ دیتا ہے۔ جسکو وہ ممالک شائد پچاس سال تک بھی ادا نہ کرسکینگے۔ کیونکہ یہ قرضہ قریباً تیس ارب ہے۔ جس میں سے بارہ ارب کے قریب تو سرکار انگلشیہ ہی نے دینا ہے۔ تو جب امریکہ کے لوگ اپنے ہاتھوں کی محنت سے دنیا کے بیس ممالک کو اپنی آسامیاں بنا سکتے ہیں تو ہندوستان کے لوگ اگر ہاتھوں سے محنت کرنے کو اختیار کریں اور اپنے تمام افراد سے امریکہ والوں کی طرح کام کروائیں تو مالدار نہ ہوسکینگے۔ امریکہ کے جتنے پریذیڈنٹ ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض غریبی کی حالت میں پیدا ہوئے۔ اپنی ایمانداری ہمت اور مشقت کے زور سے اپنے اپنے وقت میں امریکہ کے پریزیڈنٹ یا بادشاہ ہوگئے۔ ہندوستانی بھی ایسا کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہی خوبیاں ان میں ہوں بعض شائد اعتراض کریں کہ امریکہ خود مختار ملک ہو اور ہندوستان مفتوح۔ اس لئے یہ ہو نہیں سکتا۔ اس کی بابت گذارش ہے کہ جو چیزیں ملک کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً تعلیم۔ ایگریکلچر۔ انڈسٹریز وغیرہ سب دیسیوں کے ہاتھ میں ہیں جس طرح چاہیں ان میں ترقی کریں۔ کون روکتا ہے۔ ہاں دیگر باتیں جو ترقی کے لئے رُکاوٹ ہیں وہ چھوڑ دیں اور وہ یہ ہیں۔ ذات پات کا ماننا۔ کھانے پینے کا پرہیز۔ مذہبی تعصب بیواؤں کی بے قدری کرنا۔ یعنی جو لائق ہو بلا امتیاز مذہب و ملت کے اسکو اوّل درجہ دیا جاوا۔ مذہبی تعصب دور رکھا جاوے۔ قومیت کو ہر ایک بات میں فوقیت ہو۔ خودغرضی چھوڑی جاوے۔ غریب و ذلیل اقوام کو اُٹھایا جاوے۔ خود انکساری و ایثار نفسی دکھائی جاوے تمام ملک کے مرد و زن تعلیم یافتہ ہو جاویں۔ تمام بُری رسمیں یک قلم دُور کی جاویں۔ کوئی کسی کو اُس کے مذہب یا غربت کے سبب سے حقیر نہ جانے۔ بلکہ ہر ایک دوسرے کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور سب سے زیادہ کیرکٹر پر زور دیا جاوے اور ہر ایک شخص اعلےٰ کیرکٹر کا بنایا جاوے۔

جے۔ ڈانیل

نئے ٹریکٹ اور ہینڈبل

یہ سب ٹریکٹ اردو میں ہیں۔ چونکہ قیمت نہایت ہی قلیل ہے۔ اس لئے ہر درخواست کنندہ اپنے قریب کے ریلوے سٹیشن کا نام لکھے تاکہ خرچ کم آئے۔ کیونکہ ڈاک محصول ان کی قیمت سے زیادہ ہوتا ہے۔ ہاں ۲½ سیر سے کم کا پارسل بذریعہ ریل نہیں جا سکتا۔ میلوں۔ جلسوں بازاری منادی وغیرہ میں مفت تقسیم کرنے کے لئے لکھے گئے ہیں۔

بچوں کی شادی۔ ایک سبق آموز کہانی۔ بڑی تقطیع صفحہ ۱۲۔ ۶ر فی سینکڑہ اور ۳ روپیہ فی ہزار۔

مرد نوزاد۔ ایک شخص کا بچپن کا قصہ صفحہ ۱۲۔ سائز بڑا۔ ۶ر فی سینکڑہ اور ۳ روپیہ فی ہزار

چمکنے والی پوشاک۔ ابو فقیرا کا افسانہ۔ بڑی تقطیع صفحہ ۱۲۔ ۶ر فی سینکڑہ اور ۳ روپیہ فی ہزار

انتظام معرفت۔ حصہ اول۔ کفارہ مسیح کی صلیبی موت کا ثبوت۔ بڑی تقطیع صفحہ ۸۔ ۴ر فی سینکڑہ اور ۲ روپیہ فی ہزار۔

انتظام معرفت۔ حصہ دوم۔ کفارہ۔ متی ۲۰: ۲۸ کی تشریح اور کفارہ کا ثبوت صفحہ ۸۔ ۴ر فی سینکڑہ اور ۲ روپیہ فی ہزار۔

المسیح عیسیٰ مظہر خدا۔ خداوند مسیح کے مظہر خدا ہونے کا اثبات بائبل سے صفحہ ۱۲۔ ۴ر فی سینکڑہ اور ۲ روپیہ فی ہزار۔

عقیقہ۔ اسلام میں نوزاد بچہ کے ساتویں دن عقیقہ کے نام سے جو قربانی ہوتی ہے۔ اس کا بیان صفحہ ۲۔ ۱ر فی سینکڑہ اور ۸ر فی ہزار

پاکیزگی۔ یعنی حقیقی طہارت و پاکیزگی کیا ہے۔ صفحہ ۳ ۱ر فی صد اور ۸ر فی ہزار

مسیح کی نسبت قرآن کی شہادت } صفحہ ۴ ۲ر فی سینکڑہ اور ایک روپیہ فی ہزار۔

المشتہر **سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور**

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ یوئنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حال ہی میں پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار مستقل خواتین اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری نرخ ہے متفرق اخراجات ۸؍ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بورڈ نے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کشا ۹ سے ۱۵ تک ہر دو کورز ل عہ سے ۱۵ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں ۱۲/

(۱) دمہ خشک ہو یا تر اپنا مجرب اور خطیہ دوا ہے۔ دو ہی خوراک کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ۔ تیہ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر اے۔ این ادبیانیہ۔

خورجہ۔ ضلع بلند شہر

ہماری بائبل اور مسلم علماء

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بائبل بدل گئی۔ تحریف ہو گئی اسکی کچھ قدر و توقیر نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک فضول کتاب ہے۔ عیسائی اسکی اصلیت و اعتبار کا۔ اس کی قدر و منزلت کا کچھ بیان نہیں کر سکتے۔ کتاب ہذا میں اعتراضات مذکورہ کا دندان شکن جواب دیکر بائبل کی اصلیت و اعتبار کا بائبل کی قدر و قیمت کا ایسا بیان کیا گیا ہے۔ جو نہ صرف ہر ایک بائبل کے مخالف کی مناسب تادیب کرے۔ بلکہ بائبل مقدس کی بابت ہر ایک مسیحی کے ایمان و محبت کو زیادہ کرے۔ ہر ایک مسیحی مناد و مبشر کی تقویت کا باعث ہو۔ ہر ایک متلاشی کے لئے تعلیم کا کورس ہو اردو زبان میں یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ کاغذ لکھائی۔ چھپائی عمدہ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحہ سے زیادہ ہے۔ قیمت بغیر محصولڈاک ایک روپیہ (عہ)

پادری غلام مسیح ایڈیٹر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور سے طلب کریں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

طلبا متقدمین کا دن ۱۴ اور ۱۵ اکتوبر کی تاریخوں میں بیرنگ ہائی سکول بٹالہ میں منایا جائیگا۔ جملہ متقدمین طلبا کو دعوت ہے کہ وہ ۱۳ اکتوبر کی شام کو سکول میں تشریف فرما ہو کر ایام مذکورہ کو رونق بخشیں۔

المشتہر

سکریٹری۔ او۔ بی۔ اسوکو۔

سزائے موت عمر قید میں تبدیل

بادشاہ ہسپانیہ نے سرل کارپیس کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور ان کے فوجی سکول کے تین افسروں کی سزا عارضی قید تنہائی میں تبدیل کردی گئی ہے۔

(عام)

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں امپیریل روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پرنٹر چھپا